© rasailojaraid.com

حجاباتِ نظر

احسان
دانش

بتوں سے پھر گیا دل اب ادھر دیکھا نہیں جاتا
درِ مولیٰ پہ ہوں اور سوئے در دیکھا نہیں جاتا

رُخِ خیر البشر پھر رُخِ خیر البشر ٹھہرا
ان آنکھوں سے درِ خیر البشر دیکھا نہیں جاتا

اسی کوچے میں بیٹھا ہوں وہیں سے مر کے اٹھوں گا
گدا بیشک ہوں لیکن اور در دیکھا نہیں جاتا

جو ہٹیں آنسوؤں کی جھالریں سب کچھ نظر آئے
خطا کس کی ہے جو اے چشمِ تر دیکھا نہیں جاتا

کبھی مہتاب کی صورت اُتر آؤ آنگن میں
ستاروں کو مسلسل رات بھر دیکھا نہیں جاتا

جو تو غفلت سے چونکے راہِ حق بھی خود بخود ابھرے
مُندی آنکھوں تماشائے سحر دیکھا نہیں جاتا

ہزاروں اہلِ زر اُس آستاں پر سر بزانو ہیں
جہاں انسان کی قیمت سے زر دیکھا نہیں جاتا

دکھا بھی دے عطا کی ہے نظر جس کے لیے مجھ کو
اٹھا بھی دے حجاباتِ نظر دیکھا نہیں جاتا

مسلسل ہو رہی ہے اُمتِ خیر البشر رُسوا
دعاؤں میں یہ افلاسِ اثر دیکھا نہیں جاتا

نظر کی خیرگی ہے پردہ دارِ عصمتِ جلوہ
کسی سے اپنا مقصودِ نظر دیکھا نہیں جاتا

مرے مولیٰ رہوں کب تک میں ان بے دین لوگوں میں
کہ یہ جبرِ مسلسل عمر بھر دیکھا نہیں جاتا

کھڑا ہوں کب سے محرابِ حرم کے سامنے دانشؔ
نظر رہ رہ کے اُٹھتی ہے مگر دیکھا نہیں جاتا

© rasailojaraid.com